آنا جانا

نور صلی اللہ علیہ وسلم کا

تصنیف

اعلیحضرت امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سنی رضوی کتب خانہ
گلشن کالونی ٥ فیصل آباد۔

Marfat.com

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال
۱۳۱۷ھ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

تاریخ ولادت باسعادت و وصال مبارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج: مولانا محمد جلال الدین قادری

تقدیم: پروفیسر محمد مسعود احمد

سنی رضوی کتب خانہ

گلشن کالونی ○ فیصل آباد۔

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	نطق الہلال بأرخ ولاد الحبیب والوصال
مؤلف	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ
تقدیم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ترجمہ، تخریج و تسہیل	جلال الدین قادری
پروف ریڈنگ	محمد ریاض احمد سعیدی
مطبع	سلیم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد
اشاعت اوّل	دسمبر ۱۹۹۶ء
کتابت	احمد علی بھٹہ
قیمت	۱۵/ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفےٰ آباد سرگودھا روڈ، فیصل آباد

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم عَلٰی رسُولہ الکریم ۔

اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نُور کو اپنے نُور سے پیدا فرمایا[1]، پھر اس نُور کو فانوسِ بشری میں سارے عالم کو دکھایا، (سورہ مائدہ[15]) ۔ عادتِ الٰہی یہ ہے کہ وُہ نُور کو جب انسانی ہدایت و راہنمائی کے لیے یا بشارت و خوشخبری سُنانے کے لیے بھیجتا ہے تو لباسِ بشری میں بھیجتا ہے، (سورہ مریم[9]، سورہ انعام) جس سے بصیرت سے محروم شک و شبہ میں مبتلا ہو کر اپنے جیسا انسان سمجھنے لگتے ہیں، (سُورہ ابراہیم سُورہ شعرا[154]) اور ہدایت سے محروم ہو جاتے ہیں لیکن ہدایت پانے والے ہدایت پا لیتے ہیں پیشِ نظر رسالے میں نُورِ محمّد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عالمِ آب و گل میں آنے اور جانے سے متعلّق امام احمد رضا محدّث بریلوی کے دو فتوے شامل ہیں۔ جن میں اہم سوالات کے فاضلانہ، محققانہ اور مدبّرانہ جوابات دیے گئے ہیں، دورِ جدید کا شاید ہی کوئی مفتی ان سوالات کا اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ جواب دے سکے۔ اس رسالے کا تاریخی نام "نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال[۱۳۱۷ / ۱۸۹۹ء]" ہے۔

محدّث بریلوی رحمہ اللہ نے سوالات کے جوابات میں تفصیلی تحقیق فرمائی ہے اور مختلف اقوال پیش کرتے ہوئے اپنا فیصلہ صادر فرمایا ہے یہاں ہم مختصراً سوال کے ساتھ ساتھ محدّث بریلوی کے جوابات تحریر کرتے ہیں تاکہ قارئینِ کرام

---

[1] مصنّف عبدالرزاق بحوالہ فتاوٰی حدیثیہ، ص ۲۸۹، سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۰ ۔

Marfat.com

کسی الجھن کے بغیر اصل حقائق سے با خبر ہو جائیں۔

سوال: استقرار نطفہ زکیہ کس ماہ و تاریخ میں ہوا؟

جواب: ۱۲ ذی الحجہ۔

سوال نمبر ۲: دن کیا تھا؟

جواب: شب جمعۃ المبارک۔

سوال نمبر ۳: مدّت حمل شریف کس قدر تھی؟

جواب: ۹ مہینے۔

سوال نمبر ۴: ولادت شریف کا دن کیا ہے؟

جواب: دوشنبہ (پیر)

سوال نمبر ۵: کیا مہینہ تھا؟

جواب: ماہ ربیع الاوّل۔

سوال نمبر ۶: کونسی تاریخ تھی؟ (یہ سوال محدّث بریلوی رحمہ اللہ نے خود قائم فرمایا)۔

جواب: ۱۲ ربیع الاوّل۔

سوال نمبر ۷: ولادت باسعادت کی شمسی تاریخ کیا تھی؟

جواب: ولادتِ اقدس ہجرتِ مقدسہ سے ۵۳ برس پہلے تھی۔

اس حساب سے تقریباً ۵۶۸ء میں ولادت باسعادت ہوئی۔

سوال نمبر ۸: وصال شریف کی تاریخ کیا تھی؟

جواب: ۱۲ ربیع الاوّل یوم دوشنبہ (پیر) مطابق ۸ جون ۶۳۲ء۔

(اس روز ۲۹ کا چاند نہ ہونے کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاوّل تھی

Marfat.com

اور مکہ معظمہ میں ۲۹ کا چاند ہونے کی وجہ سے ۱۳ ربیع الاوّل تھی)۔

اس رسالے میں مندرجہ بالا سوالات پر فاضلانہ اور محققانہ بحث سے حدیث و سیرت پر محدّث بریلوی کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے سیرت کے ان گوشوں پر شاید ہی کسی سیرت نگار نے اس تفصیل سے بحث کی ہو گی۔ محدّث بریلوی نے سیرت پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے اور سیرت سے متعلق ایسے حقائق بیان کر دیے ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو خود سیرت نگار حیران رہ جائیں۔ کوئی صاحبِ ہمّت محقق اس طرف توجہ فرمائیں۔

بلا شبہ کسی بھی مسئلے میں مختلف آراء کی روشنی میں بحث کر کے نتائج اخذ کرنا علماء و محققین کے لیے فائدے سے خالی نہیں مگر خالی الذہن اور کم علم قاری کے لیے مناسب یہ ہے کہ ایسے مباحث کا لبِ لباب پیش کر دیا جائے اس سلسلے میں فقیر کی تجویز یہ ہے کہ محدّث بریلوی رحمہ اللہ کے علمی رسائل کی تلخیص و تسہیل کر کے سادہ اردو میں عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ جو بات بیسیوں صفحات میں کہی گئی ہے وہ چند صفحوں میں بیان کر دی جائے اس طرح عام قاری بڑی آسانی کے ساتھ محدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات سے مستفید ہو سکے گا۔ اگر یہ سلسلہ جاری کیا گیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ برسوں چلتا رہے گا اور اس کے بہت ہی مفید اثرات مرتب ہوں گے۔

اس رسالے میں فاضل جلیل مولانا محمد جلال الدین قادری نے متن کی تسہیل کے علاوہ بہت ہی قیمتی تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرمایا ہے۔ اس

Marfat.com

محنت کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے یہ کام کیا ہو ۔

مولائے کریم فاضل موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی محنت کو مقبول و مشکور فرمائے آمین ۔

احقر محمد مسعود احمد
۲/۱۷ سی ، پی ۔ ای ۔ سی ۔ ایچ سوسائٹی ۔
کراچی نمبر ۷۵۴۰۰

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ
۳ ستمبر ۱۹۹٦ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم ۔

فصل اوّل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

مسئلہ اولیٰ

استقرارِ نطفۂ زکیہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کس ماہ و تاریخ میں ہوا۔

الجواب :

بعض غرّہ[1] رجب کہتے ہیں ، رواہ الخطیب عن سیّدنا سہل التستری قدس سرہٗ[2]

---

[1] غرّہ : چاند کی پہلی رات ، چاند رات ۔

[2] قال سھل بن عبد اللہ التستری فیما رواہ الخطیب البغدادی الحافظ لما اراد اللہ خلق **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم فی بطن آمنۃ لیلۃ اوّل رجب ۔ (شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد ۱ ، ص ۱۲۴ ، مطبوعہ بیروت)۔

ترجمہ :

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں ، جیسا کہ خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو رجب کی پہلی رات کو اپنی والدہ ماجدہ آمنہ کے بطن مبارک میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا .....

Marfat.com

اور بعض دہم محرّم :

اخرج ابونعیم وابن عساکر عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال حمل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عاشوراء المحرم و ولد یوم الاثنین ثنتی عشرۃ[۳] من رمضان

اقول : فیہ مسیب بن شریک ضعیف جداً[۴]

اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارہویں تاریخ[۵] -

ھکذا صححہ فی المدارج کما سیأتی[۶]

اس کی مؤید[۷] ہے حدیث ابن سعد و ابن عساکر کہ زن خثعمیہ[۸] نے حضرت عبداللہ[۱۰] کو اپنی طرف بلایا ، رمی جمار[۹] کا عذر فرمایا - بعد رمی حضرت آمنہ[۱۰] سے مقاربت[۱۱]

---

[۳] مفصّل روایت یوں ہے : وروی المسیب بن شریک عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ انہ قال حمل برسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی عاشوراء المحرّم وولد یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من رمضان سنۃ ثلاث وعشرین من غزوۃ اصحاب الفیل - (مختصر تاریخ دمشق ، لابن عساکر ، جلد ۲ ، ص ۳۳ مطبوعہ دمشق)

مسیب بن شریک نے شعیب بن شعیب سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ اطہر میں عاشورۂ محرم میں جلوہ گر ہوئے اور آپ کی ولادت بارہ رمضان بروز پیر واقعۂ فیل کے تئیس برس بعد ہوئی -

[۴] ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں مسیب بن شریک راوی ہے جو بہت ہی ضعیف ہے - [۵] اس کی تحقیق مسلہ پنجم میں آتی ہے - ۱۲ منہ (حاشیہ از مصنف) -

[۶] ایسا ہی مدارج نبوّت میں حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرّہٗ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے - عنقریب اس کا بیان آتا ہے - ملاحظہ ہو ، (مدارج النبوۃ جلد ۲ ، ص ۱۳ مطبوعہ نولکشور) - [۷] مؤید : تایید کرنے والی - [۸] خثعم قبیلے کی عورت [۹] ایام حج میں جمرات کو کنکریاں مارنا - [۱۰] نزدیکی ، ہم بستری کرنا - [۱۰] رضی اللہ عنہما -

Marfat.com

کی اور حملِ اقدس مستقر ہوا[۱]۔ پھر خثعمیہ نے دیکھ کر کہا:

کیا ہمبستری کی

فرمایا

ہاں

کہا:

وہ نور کہ میں نے آپ کی پیشانی سے آسمان تک بلند دیکھا تھا نہ رہا۔ آمنہ[۱]

کو مژدہ[۲] دیجیے کہ ان کے حمل میں افضل اہلِ زمین ہے۔

قال ابن سعد انا وھب بن جریر ابن حازم ثنا ابی

سمعت ابا یزید المدینی قال نبئت ان عبد اللہ فقالت[۳]

---

[۱] قرار پانا۔ [۱] رضی اللہ عنہا

[۲] بشارت خوش خبری۔ [۳] مفصل روایت یوں ہے: قال اخبرنا وھب بن جریر بن حازم اخبرنا ابی قال سمعت ابا یزید المدنی قال نبئت ان عبد اللہ ابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی علی امراۃ من خثعم فرات بین عینیہ نورا ساطعا الی السماء فقالت ھل لک ف قال نعم ارمی الجمرۃ فانطلق فرمی الجمرۃ ثم اتی امراتہ اٰمنۃ بنت وھب ثم ذکر یعنی الخثعمیۃ فاتاھا فقالت ھل اتیت امراۃ بعدی قال نعم امراتی اٰمنۃ بنت وھب قالت فلا حاجۃ لی فیک انک مررت و بین عینیک نور ساطع الی السماء فلما وقعت علیھا ذھب فاخبرھا انھا قد حملت خیر اھل الارض

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹۷، طبع بیروت)

ترجمہ: ہمیں وہب بن جریر بن حازم نے خبر دی وہ کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یزید المدنی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خثعم قبیلہ کی ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ اس عورت نے حضرت عبد اللہ کی دو آنکھوں کے درمیان ایک نور دیکھا جو آسمان تک بلند تھا۔ عورت نے آپ سے کہا کیا تو میری

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

هل لك في قال نعم حتى ارمي الجمرة الحديث

ظاہر ہے کہ رمی جمار نہیں ہوتی مگر حج میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثانیہ :

دن کیا تھا۔

الجواب :

کہا گیا ہے، روز دوشنبہ۔

ذکرہ الزبیر بن بکار وبہ جزم فی تکملۃ مجمع البحار[۱۴]

اور اصح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی۔ اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب جمعہ کو شب قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں اتری، اسکے ہمسر نہ کبھی اتری نہ قیامت تک اترے۔ وہاں تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا ہے۔[۱۵] یہاں مولائے ملائکہ و آقائے روح کا نزول اجلال[۱۶]

(بقیہ سابقہ صفحہ) طرف رغبت کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں مگر میں جمرات کو رمی کرلوں۔ آپ چلے گئے، رمی جمار فرمایا۔ اپنی زوجہ مقدسہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب سے مباشرت فرمائی۔ پھر آپ کو زن خثعمیہ یاد آئی آپ اس کے پاس آئے اس نے کہا، کیا آپ میرے بعد کسی اور عورت کے پاس آئے ہیں، فرمایا ہاں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس۔ وہ کہنے لگی اب مجھے آپ کی حاجت نہیں پہلے جب تو میرے پاس سے گزرا تھا اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمک رہا تھا جس کی چمک آسمان تک تھی، جب تو اپنی بیوی کے پاس آیا وہ نور وہاں منتقل ہو گیا۔ اپنی بیوی کو بتا دو کہ تیرے حمل میں افضل اہل زمین ہے۔ ۱۸۱ تا ۱۸۳

[۱۴] اس کو زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے تکملہ مجمع البحار میں اسی کو یقینی بتایا گیا ہے۔

[۱۵] اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں۔

[۱۶] اس رات میں فرشتوں کے مولیٰ اور روح الامین کے آقا کا مبارک نزول عظیم برکات کا باعث ہے۔

Marfat.com

عظیم الفتوح ہے۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

مدارج النبوّۃ میں ہے:

"استقرار نطفہ زکیہ" در ایّام حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود وازیں جہت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ الجمعہ را افضل تر از لیلۃ القدر دانستہ۔ الخ [۱۲]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثالثہ:

مدّت حمل شریف کس قدر تھی؟

الجواب:

---

[۱۲] مدارج نبوّت کی مکمّل عبارت یوں ہے:

بدانکہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ وابداع ذرّہ محمدیہ در صدف بطن آمنہ در ایام حج بر قول اصح در اوسط ایّام تشریق شب جمعہ بود۔ ازیں جہت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لیلۃ الجمعہ را فاضل تر از لیلۃ القدر داشتہ کہ خیرات و برکات و کرامات و سعادات کہ در جنس ایں شب بر عامیاں و مومناں مفاض و منزل شدہ در ہیچ شبی نشدہ تا روز قیامت بلکہ تا ابد واگر بہمیں جہت شب میلاد را افضل از شب قدر دارند نیز می سزد و قد صرح بہ العلماء رحمہم اللہ۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۱۳ مطبوعہ نولکشور)۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ استقرار نطفہ زکیہ مصطفویہ وابداع ذرّہ محمدیہ درصدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا قول اصح کے بموجب ایام حج کے درمیانی تشریق کے دنوں میں شبِ جُمعہ ہوا۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شب جُمعہ لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ اس لیے کہ اس رات سارے جہاں اور تمام مسلمانوں پر ہر قسم کی خیر و برکت اور کرامت و سعادت جس قدر نازل ہوئی اتنی قیامت تک کسی رات میں نہ ہوگی بلکہ تا ابد کبھی نازل نہ ہوں گی۔ اور اگر اس لحاظ سے میلاد شریف کی رات کو شبقدر سے افضل جانیں تو یقیناً یہ رات اسکی مستحق ہے جیسا کہ علمائے اعلام رحمہم اللہ نے اسکی تصریح کی ہے۔

Marfat.com

دہ[۱۰] و نہ[۹] و ہفت[۷] و شش[۶] ماہ۔ سب کچھ کہا گیا اور صحیح نُو[۹] مہینے ہیں۔

فی شرح الزرقانی للمواہب اختلف فی مدۃ الحمل بہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل تسعۃ اشہر کاملۃ وبہ صدر مغلطائی قال فی الغرر وھو الصحیح۔ الخ[۱۸] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ رابعہ

ولادت شریف کا دن کیا ہے؟

الجواب:

بالاتفاق دوشنبہ۔ صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القری[۱۹] سیدِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیر کے دن کو فرماتے ہیں:

ذاک یوم ولدت فیہ۔ میں اسی دن پیدا ہوا

رواہ مسلم عن ابی قتادہ[۲۰] رضی اللہ تعالیٰ عنہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ھ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ (جلد اوّل ص ۱۳۶ ۔ مطبوعہ بیروت)۔
ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدّتِ حمل میں مختلف قول بیان کیے ہیں بعض نے کہا پورے ۹ ماہ۔
مغلطائی نے اسی کو راجح کہا۔ غرر میں بیان کیا گیا کہ یہی صحیح ہے۔

۱۹ھ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
(شرح زرقانی جلد اول ۔ ص ۱۳۲ ۔ بیروت)

۲۰ھ عن ابی قتادہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔
(صحیح مسلم جلد اول ۔ ص ۳۶۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)۔
ترجمہ: حضرت ابُوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا، اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

Marfat.com

مسئلہ خامسہ

کیا مہینہ تھا؟

الجواب:

رجب، صفر، ربیع الآخر، محرّم، رمضان۔ سب کچھ کہا گیا اور صحیح و مشہور و قول جمہور ربیع الاوّل ہے۔ مدارج میں ہے:

مشہور آنست کہ در ربیع الاوّل بود[21] شرح الہمزیہ میں ہے:

الاصح فی شھر ربیع الاوّل علی الصحیح[22] شرح زرقانی میں ہے:

قال ابن کثیر ھو المشھور عند الجمھور[23] اسی میں ہے:

وعلیہ العمل[24]

---

[21] مدارج النبوت، جلد دوم، ص ۱۴، مطبوعہ نولکشور (۱۹۱۳ء)
مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت ربیع الاوّل کے مہینے میں ہوئی۔

[22] ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کے بارے میں صحیح ترین قول ربیع الاوّل کے مہینے کا ہے۔

[23] شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ
جلد اوّل ص ۱۳۲۔ مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ:
ابن کثیر نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ آپ[1] کی ولادت ربیع الاوّل میں ہوئی۔

[24]
شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ
جلد اوّل ص ۱۳۲ مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ:
ربیع الاوّل میں ولادت کے قول پر علماء کا عمل ہے۔

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

Marfat.com

علماء نے باآنکہ اقوال مذکورہ سے آگاہ تھے محرّم و رمضان و رجب کی نفی فرمائی۔ مواہب میں ہے:

لم یکن فی المحرّم ولا فی رجب ولا رمضان[۲۵]

شرح اُمّ القرٰی میں ہے:

لم یکن فی الاشھر الحرم او رمضان[۲۶]

یہاں تک کہ علّامہ ابن الجوزی و ابن جزار نے اسی پر اجماع نقل کیا۔ نسیم الرّیاض میں تلقیح سے ہے:

اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین فی شہر ربیع الاوّل[۲۷]

اسی طرح ان کی صفوہ میں ہے کما للزرقانی ثم عزاہ ایضا لابن الجزار[۲۸]

---

۲۵ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد اوّل ص ۱۳۲ - مطبوعہ بیروت -
حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت نہ محرّم میں ہوئی نہ رجب میں اور اور نہ رمضان میں۔

۲۶ ترجمہ:
حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت حرم کے مہینوں اور رمضان میں نہ ہوئی۔

۲۷ صفۃ الصفوۃ، لابی الفرج ابن الجوزی۔ جلد اوّل ص ۵۲، بیروت۔
نسیم الرّیاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ ص ۲۷۵، مطبوعہ بیروت۔
ترجمہ: علمائے اعلام کا اس پر اتّفاق ہے کہ حضورِ انور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم ربیع الاوّل میں پیر کو پیدا ہوئے۔

۲۸ صفۃ الصفوۃ، لابی الفرج ابن الجوزی جلد اوّل ص ۵۲، بیروت۔
شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ،
جلد اوّل ص ۱۳۲، بیروت۔
(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

پس اس کا انکار اگر ترجیحات علمار اختیار جمہور کی ناواقفی سے ہو تو جہل ورنہ مرکب کہ اس سے بدتر۔[29]

فقیر کہتا ہے، مگر اس تقدیر پر استقرار حمل بماہ ذی الحجہ میں صریح اشکال[30] کہ در بارہ حمل چھ مہینے سے کمی عادۃً محال اور خود اوپر گزرا کہ مدتِ حمل شریف ۹ ماہ ہونا اصح الاقوال، تو یہ تینوں تصحیحین[31] کیونکر مطابق ہوں۔

لکنی اقول و باللہ التوفیق[32]

مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے۔ اہلِ عرب ہمیشہ حرم[33] کی تقدیم تاخیر کر لیتے، جس کے سبب ذی الحجہ ہر ماہ میں دورہ کر جاتا۔

(بقیہ سابقہ صفحہ)

ترجمہ: جیسا کہ زرقانی میں ہے، انہوں نے اسے ابن جزار کی طرف منسوب کیا ہے۔

۲۹ ولادت باسعادت کے بارے میں مختلف اقوال میں سے جمہور علماء نے ربیع الاوّل کو اختیار کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے اس کا انکار کرتا ہے تو جاہل مطلق ہے اور اگر علمار کے اختیار کے بعد اس کا انکار کرتا ہے تو وہ جاہلِ مرکب ہے۔ جہلِ مرکب جہلِ مطلق سے بدتر ہے۔

۳۰ ماہ ذی الحجہ سے ربیع الاوّل تک صرف تین مہینے بنتے ہیں۔ یہ مدت حمل عادۃً ممکن نہیں۔

۳۱ علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ زرقانی اور محقق دہلوی قدست اسرارہم کی تصحیحین مراد ہیں۔

۳۲ اس کے باوجود میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی توفیق سے کہتا ہوں اور تصحیح کا صحیح ہونا بیان کرتا ہوں۔ ۳۳ زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں محرم، رجب، ذی قعدہ اور ذی الحجہ چار مہینوں میں جنگ کرنا ممنوع تھا۔ ان کو حرم کے مہینے کہتے تھے۔

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ :

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ؕ [۳۴]

یہاں تک کہ صدیق اکبر و مولیٰ علی رضی اللہ عنہما نے جو ہجرت کے نویں سال حج کیا کہا گیا کہ وُہ مہینہ واقع میں ذی قعدہ تھا۔ سال دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حج کیا اور ارشاد فرمایا :

ان الزّمان قد استدار کھیئاتہ یوم خلق السّمٰوٰت والارض الحدیث رواہ الشیخان۔ [۳۶]

---

[۳۴] سورہ توبہ : ۳۷

ترجمہ : ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دُوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائیں۔

یاد رہے نسیٔ لغت میں وقت کے موخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہرِ حرام کی حرمت کا دُوسرے مہینے کی طرف ہٹانا مُراد ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب اشہر حرام کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آجاتے تو ان کو بہت شاق گزرتا۔ اس لیے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دُوسرے مہینے کی طرف ہٹانے لگے۔ محرّم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرّم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام بنا لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی جنگ کر لیتے اور ربیع الاوّل کو ماہ حرام قرار دیتے۔ اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرزِ عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہی۔ اسی طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔ سیّدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجۃ الوداع میں اعلان

(بقیہ آگے)

Marfat.com

یعنی زمانہ دورہ کر کے اسی حالت پر آگیا جس پر روز تخلیق زمین و آسمان تھا۔ اسی دن سے نسیٔ نسیاً منسیاً[۳۷] ہوا اور یہی دورۂ دوازدہ ماہ قیامت تک رہا تو کچھ بعید نہیں کہ اس ذی الحجہ[۳۸] سے ربیع الاوّل تک نو مہینے ہوں۔ شاید شیخ محقق[۳۹] اسی نکتہ کی طرف مشیر ہیں کہ زمانہ استقرار مبارک کو ایّام حج سے تعبیر کیا، نہ ذی الحجہ سے۔ اگرچہ اس وقت کے عرف میں اسے ذی الحجہ بھی کہنا ممکن تھا[۴۰]۔

اقول: اب مسئلہ ثالثہ و خامسہ کی تصحیحوں پر مسئلہ اولیٰ کا جواب بارہ[۴۱] جمادی الآخرہ ہوگا۔ مگر جاہلیت کا دورہ نسیٔ اگر منتظم مانا جائے یعنی علی التوالی[۴۲] ایک ایک مہینہ ہٹاتے ہوں تو سال استقرار حمل اقدس ذی الحجہ شعبان میں پڑتا ہے نہ کہ

(بقیہ سابقہ صفحہ) فرمایا کہ نسیٔ کے مہینے گئے گزرے ہیں اب مہینوں کے اوقات کی وضع الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے۔ اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے۔ اس آیت میں نسیٔ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور کفر پر کفر کی زیادتی بتایا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کیے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: جامع البیان عن تاویل ای القرآن۔ لابی جعفر جریر طبری ———— جلد دہم صفحہ ۱۳۰۔ بیروت۔ حاشیہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔

۳۵ھ اس پر اعتراض ہے کہ بروز عرفہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان احکام الٰہیہ فرمایا جسے ربّ عزّ و جل نے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ۔ فرمایا، اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا۔
اقول وفیہ نظر بوجوہ فتامل ۱۲۔ منہ غفرلہٗ۔ حاشیہ از حضرت مصنف علّام علیہ الرحمۃ المنان۔

۳۶ھ ا۔ صحیح بخاری، جلد اوّل ص ۵۴ ... ب۔ صحیح مسلم، کتاب القسامہ جلد ۳۔ ص ۱۳۵ طبع بیروت۔

۳۷ھ بھولا بسرا۔ ۳۸ھ حضرت عبد اللہ والد ماجد حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال سے پہلے جو حج کیا اور اسی سال کے ایّام تشریق کے وسط میں سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مقاربت فرمائی، حج کا وہ مہینہ واقع میں ماہ جمادی الآخرہ

(باقی آگے)

Marfat.com

جمادی الآخرہ میں کہ ذی الحجہ حجۃ الوداع شریف میں جب عمرِ اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے تریسٹھواں سال تھا ذی الحجہ میں آیا تو ۱۲، ۱۲ کے اسقاط[۴۳] سے جب عمرِ اقدس سے تیسرا سال تھا ذی الحجہ ذی الحجہ میں ہوا اور دوسرا سال ذی القعدہ اور پہلا سال شوال اور سال ولادت شریفہ رمضان اور سال استقرارِ حمل مبارک شعبان میں۔ لیکن ان نامنتظموں کی کوئی بات منتظم[۴۴] نہ تھی جب جیسی چاہتے کرلیتے۔ لٹیرے لوگ لوٹ مار چاہتے اور مہینہ ان کے حسابوں اشہرِ حرم[۴۵] سے ہوتا۔ اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے اس سال یہ مہینہ حلال کردے، وہ حلال کردیتا۔ اور دوسرے[۴۶] سال گنتی پوری کرنے کو حرام ٹھہرادیتا

كما رواه ابناء جرير والمنذر ومردويه وابی حاتم عن ابن

(بقیہ سابقہ صفحہ) تھا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حرمت والے مہینے پیچھے کردیتے تھے۔ اس طرح اس ذی الحجہ سے ربیع الاوّل تک نو ماہ کی مدت بنتی ہے۔

۳۹ شیخ محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز۔

۴۰ اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: مدارج نبوت، جلد دوم ص ۱۳۔

۴۱ یہ تبدیلی ایام بسبب نسی کے واقع ہوئی۔

۴۲ متواتر، پے در پے۔

۴۳ گرانا، کم کرنا۔ ۴۴ راست، درست۔

۴۵ حرمت والے مہینے، ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب۔

۴۶ حسنی پریس بریلی بار دوم کے مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح موجود ہے۔ شاید سہو کاتب سے ایسا ہوا، درست "دوسرے سال" معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہما۔[۴۷]

تو اس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہونا کچھ بعید نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ:

سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا۔ اس میں اقوال بہت مختلف ہیں،

دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس۔

سات قول ہیں، مگر اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر[۴۸] بارہویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ کما فی المواہب والمدارج[۴۹]۔

---

[۴۷] عن ابن عباس (انما النسیء زیادۃ فی الکفر) قال فھو المحرم کان یحرم عاما وصفر عاما وزید صفر آخر فی الاشھر الحرم وکانوا یحرمون صفرا مرۃ ویحلونہ مرۃ فعاب اللہ ذٰلک وکان ھوازن وغطفان و بنو سلیم تفعلہ۔ (جامع البیان عن تاویل آی القرآن (معروف بہ تفسیر طبری)

(ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، جلد دہم ص ۱۳۔ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے آیت انما النسیء زیادۃ فی الکفر کے بارے میں روایت ہے کہ یہ محرم کا مہینہ ہے۔ ایک سال اسے حرمت والا ٹھہرا لیتے دوسرے سال صفر کو حرمت والا بنا لیتے۔ انہوں نے صفر کو حرمت والے مہینوں میں شمار کر لیا تھا تو کبھی صفر کو حرام کر لیتے اور کبھی اسے حلال بنا لیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔ ایسا کرنے والے قبائل ہوازن، غطفان اور بنو سلیم تھے۔

[۴۸] ولادت مبارکہ کے بارے میں بارہ ربیع الاول کا قول اکثر علما کے نزدیک معتبر ہے۔ اسی روایت کو سب سے زیادہ شہرت ہے۔ اسی پر علما کا عمل ہے۔

[۴۹] ا۔ مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی۔ جلد اول ص مطبوعہ بیروت۔

ب۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۴۔ مطبوعہ نولکشور (۱۹۱۳ء)۔

Marfat.com

اور خاص اس مکان جنّت نشان[۵۰] میں اسی تاریخ مجلس میلادِ مقدّس ہوتی ہے کما فی المدارج[۵۱]۔

علاّمہ قسطلانی[۵۲] و فاضل زرقانی[۵۳] فرماتے ہیں:

المشہور انہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل وھو قول محمد بن اسحٰق امام المغازی وغیرہ[۵۴]۔

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے:

ھو المشہور عند الجمہور[۵۵]۔

اسی میں ہے:

ھو الذی علیہ العمل[۵۶]۔

---

[۵۰] حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جائے ولادت کا مکان مبارک۔
اس مکان مبارک میں بارہ ربیع الاوّل کو ہر سال محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ مکّہ معظّمہ اور اطراف واکناف سے آئے ہوئے غلامانِ حضور (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اس محفل میں حاضر ہوتے ہیں اور خاص الطاف کریمانہ اور انوارِ ساطعہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔
سعودی وہابیوں نے اس مبارک محفل کو ختم کر دیا ہے۔ قاتلھم اللہ انی یوفکون۔

[۵۱] مدارج نبوّت، جلد دوم۔ ص ۱۴۔ مطبوعہ نولکشور۔

[۵۲] علاّمہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[۵۳] علاّمہ محمّد بن عبدالباقی الزرقانی۔

[۵۴] شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔ جلد اوّل ص ۱۳۲، مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بارہ ربیع الاوّل بروز پیر ولادت فرمائی۔ امام مغازی محمّد بن اسحٰق اور دوسرے علما کا یہی قول ہے۔

[۵۵] شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد اوّل۔ ص ۱۳۲ مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک یہی مشہور روایت ہے (کہ ولادت اقدس بروز پیر بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی)

[۵۶] شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد اوّل ص ۱۳۲ مطبوعہ بیروت۔ ترجمہ: اسی قول پر علما کا عمل ہے۔

Marfat.com

شرح الہمزیہ میں ہے :

هو المشهور وعليه العمل[۵۷]

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی[۵۸]۔

وان كان اكثر المحدثين والمؤرخين على ثمان خلون وعليه اجمع اهل الزيجات واختاره ابن حزم والحميدى وروى عن ابن عباس وجبير بن مطعم رضى الله تعالى عنهم وبالاول صدر مغلطائى واعتمده الذهبى فى تذهيب التذهيب تبعا للمزى فى التهذيب وحكم المشهور بقيل وصحح الدمياطى عشرا خلت[۵۹]۔

---

۵۷ ترجمہ :

یہی مشہور ہے اور اسی پر علما کا عمل ہے ۔

۵۸ مدارج النبوت ، جلد دوم ۔ص ۱۴ ۔ مطبوعہ نولکشور ۔

۵۹ ترجمہ :

اور اگرچہ اکثر محدثین اور مؤرخین کے نزدیک تاریخِ ولادت آٹھ ربیع الاوّل ہے اسی پر اہل زیج نے اجماع کیا ہے ۔ ابن حزم اور حمیدی نے اسی کو مختار کہا۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم نے یہی روایت کیا ہے ۔ مغلطائی ۔

ذہبی نے تذہیب التذہیب میں مزی کی اتباع میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور قولِ مشہور کو قیل کہہ کر ضعیف قرار دیا ہے ۔ دمیاطی نے دس ربیع الاوّل کو صحیح قرار دیا۔

Marfat.com

اقول: وحاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ شہر الولادۃ الکریمۃ الوسطیۃ یوم الاحد والھلالیۃ یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشھر ولذا اجمع علیہ اصحاب الزیج وبمجرد ملاحظۃ الغرۃ الوسطیۃ یظھر استحالۃ سائر الاقوال ماخلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین۔ [۶۰]

اور شک نہیں کہ تلقی [۶۱] اُمّت بالقبول کے لیے شانِ عظیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں:

الفطر یوم یفطر النّاس والاضحٰی یوم یضحی النّاس۔

---

۶۰ (مصنّف علّام فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ سال ولادت محرّم وسطیہ کی چاند رات جمعرات کا دن تھا۔ پس ماہ ولادت کریمہ کی پہلی تاریخ کو ہفتہ کا دن تھا اور درمیانی (صفر) کی پہلی تاریخ پیر کا دن تھا۔ اس ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ پیر کا دن تھا۔ اسی لیے اصحاب علم زیج نے اس پر اجماع کیا ہے۔

یکم مُحرّم	جُمعرات
۲۹ مُحرّم	جُمعرات
۳۰ مُحرّم	جُمعہ
یکم صفر	ہفتہ
۲۹ صفر	ہفتہ
۳۰ صفر	اتوار
یکم ربیع الاوّل	پیر
۸ ربیع الاوّل	پیر

۶۱ اُمّتِ مسلمہ کے علما کا قبول کر لینا۔

Marfat.com

عیدالفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید اضحٰی اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں۔

رواہ الترمذی عن اُمّ المؤمنین الصدّیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح[62]

اور فرماتے ہیں:

فطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون۔

رواہ ابوداؤد والبیہقی فی السنن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ورواہ الترمذی وحسنہ فزاد فی اولہ الصوم یوم تصومون والٰی آخر الحدیث وارسلہ الشافعی فی مسندہ والبیہقی فی سننہ عن عطاء فزاد فی آخرہ وعرفۃ یوم تعرفون۔[63]

---

[62] ا۔ ترمذی، جلد اوّل، ص ۱۱۷۔

ب۔ جامع صغیر جلد اوّل ص ۱۳۲، مطبوعہ مصر۔

ج۔ سنن کبرٰی، بیہقی جلد ۴ ص ۲۵۲ بیروت۔

ترجمہ: اس حدیث کو ترمذی نے حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

[63] ا۔ ترمذی، جلد اوّل ص ۱۱۷۔

ب۔ جامع صغیر جلد اوّل ص ۸۲ مصر

ج۔ کنوز الحقائق بحوالہ بیہقی

د۔ جامع صغیر بحوالہ ترمذی عن عائشہ جلد اوّل، ص ۱۳۲ مطبوعہ مصر۔

ہ۔ سنن کبرٰی، بیہقی، جلد چہارم ص ۲۵۲ بیروت۔

و۔ سنن کبرٰی، بیہقی، جلد ۵ ص ۱۷۶۔

Marfat.com

یعنی مُسلمانوں کا روزہ، عید الفطر، عید اضحیٰ، روزِ عرفہ سب اس دن ہے جس دن جمہور مُسلمین خیال کریں۔ ای وان لم یصادف الواقع و نظیرہ قبلۃ التحری[۶۴]

لاجرم عید میلاد والا بھی کہ میلادِ اکبر ہے قول و عمل جمہور مُسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے۔ فالا وفق العمل مَا عَلَیہ العمل[۶۵]

یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لیے دُوسرا محل۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ سادسہ

شمسی تاریخ کیا تھی؟

الجواب: ولادتِ اقدس ہجرت مقدسہ سے ترپن[۵۳] برس پہلے ہے۔

---

۶۴ ترجمہ: یعنی اگرچہ یہ واقع کے مطابق نہ ہو، اس کی مثال قبلہ تحری ہے۔

نوٹ: اس حدیث کی وضاحت میں حاشیہ ابُوداؤد میں ہے:

قال الخطابی معنی الحدیث ان الخطا موضوع عن النّاس فیما کان سبیلہ الاجتہاد فلوان قوما اجتہد وا فلم یروا الھلال الا بعد الثلاثین فلم یفطر واحتّٰی استو فوا العدد ثم ثبت عند ھم ان الشھر کان تسعۃ وعشرین فان صومھم و فطرھم ماض ولا عتب عَلَیھم وکذا فی الحج اذا اخطاُوا یوم عرفۃ فانہ لیس عَلَیھم اعادتہ یجزیھُم اضحاھم کذلک وھذا تخفیف من اللہ سُبحانہ و رفق بعبادہ۔ (حاشیہ ابوداؤد ص ۳۲۵ جلد اوّل (باب اذا اخطاء القوم الھلال)۔ ترجمہ: امام خطابی اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ جس معاملہ شرعی میں لوگوں کے پاس اجتہاد ہی کا راستہ ہے اس بارے میں خطا لوگوں کی معاف کر دی گئی ہے۔ پس اگر لوگ کوشش کر کے چاند دیکھیں اور چاند نظر نہ آئے تیس روزے پُورے کر کے مسلمان افطار کریں۔ بعد میں معلوم ہو کہ چاند انتیس کا تھا۔ چونکہ ان کا رمضان اور افطار گزر چکا ہے اور یکم شوال (جو لوگوں کے خیال میں تیس رمضان تھی) کا روزہ رکھنے کا گناہ نہیں۔ اسی طرح حج میں جب مُسلمان یوم عرفہ کے تعیّن کے بارے میں کوشش کے باوجود خطا کر لیں۔ پس یوم عرفہ کا اعادہ نہیں اور اگلے دن کی قربانی انہیں کفایت کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی طرف

(بقیہ آگے)

Marfat.com

مرفوع ۶۰ سال ۵ نداک مرفوع ۷ سال مرکا = ۵ لح ا کہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اُس سال کا محرّم وسطی سال ہجرت کے محرّم وسطی سے اتنے دن پہلے تھا، سات پر تقسیم کیے سے کچھ نہ بچا اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے تو ان ایّام مذکورہ کا پچھلا دن چارشنبہ تھا اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا تو اس ربیع الاوّل کا مدخل یکشنبہ تو دوشنبہ کو نویں تھی یعنی یکم وسطے وُہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوئی اب مابین التاریخین ہماری تحقیق میں ذح ح لط ہے، ۵ لح ا = نر ضہ لح + محرّم وصفر نط + ط ربیع الاوّل = زنامو

ضہ مح مط / ز ز ز	۵۰۰ سال
ز و ز / ا ضہ	۷۰ سال
ا ل / ک	مارچ

تاریخ مطلوب بستم اپریل ۱۸۷۵ء معرفت یوم ہماری جداول سے ۱۸۷۵۔ ۲۲۶ = ۲۲۵، ÷ ۲۸ باقی ۱۱ پس جدول ر میں مقابل ۱۱ دیکھا مدخل ۱۸۷۵ء پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس بستم اپریل دوشنبہ۔

وھو المطلوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

فصل دوم

مسئلہ : ۱۹ ربیع الاوّل شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور پُر نور صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کی تاریخ کیا ہے۔ بینواتوجروا۔

الجواب :

قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاوّل شریف ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت کی :

قال مات رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاوّل [۶۶]۔

(بقیہ سابقہ صفحہ)

سے تخفیف اور بندوں پر مہربانی ہے۔

[۶۵] جس پر مسلمان کریں اسی کے مطابق عمل کرنا زیادہ مناسب ہے۔

[۶۶] طبقات الکبرٰی لابن سعد

جلد دوم، ص ۲۷۲، مطبوعہ دار صادر، بیروت۔

Marfat.com

یعنی حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاوّل مبارک کو ہوئی۔

شرح مواہب علّامہ زرقانی آخر مقصد اوّل میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمهور انه صلّی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم مات لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاوّل [۶۷]

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمهور انه توفی ثانی عشر ربیع الاوّل [۶۸]

خمیس فی احوال انفس نفیس صلّی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم" میں ہے۔

توفی صلّی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم یوم الاثنین نصف النهار لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل سنة احدی عشرة من الهجرة ضحٰی فی مثل الوقت الذی دخل فیه المدینة [۶۹]۔

---

[۶۷] شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ ۔ جلد سوم ص ۱۱۰ مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: ابن سعد اور جمہور علماء کے نزدیک حضور پُر نور سیّدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات شریف بارہ ربیع الاوّل مبارک کو ہوئی۔

[۶۸] شرح زرقانی علی المواہب ۔ جلد ہشتم، ص ۲۸۴، مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال بارہ [۱۲] ربیع الاوّل مبارک کو ہُوا۔

[۶۹] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ۔ الشیخ حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری مصری، جلد دوم، ص ۱۶۶ ۔ مطبوعہ شعبان، بیروت۔

ترجمہ: حضور انور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بروز پیر نصف النہار بارہ ربیع الاوّل سن گیارہ ہجری کو اس وقت وصال فرمایا جس طرح چاشت کے وقت (ہجرت کے موقعہ پر) آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تھے۔

Marfat.com

اسی میں امام ابُوحاتم رازی و امام رزین عبدری و کتاب الوفاء امام ابن جوزی سے ہے :

مرض فی صفر لعشر بقین منه وتوفی صلّی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل یوم الاثنین [۸]۔

کامل ابن اثیر جزری میں ہے : کان موته صلّی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم یوم الاثنین لثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل [۹]

مجمع بحار الانوار میں ہے : وصل بالحق فی نصف نهاره لاثنی عشر من ربیع الاول وقیل المستهلة وقیل للیلتین خلتا منه الاوّل اکثر من الاخیرین [۱۰]

اسعاف الراغبین فاضل محمّد صبان میں ہے :

توفی صلّی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم فی بیت عائشة یوم الاثنین

---

[۸] ا۔ ایضاً ۔ ب ۔ الوفاء ۔ جلد اوّل ، ص ۳۱۷ مطبوعہ بیروت ۔

ترجمہ :
حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بیس صفر کو بیمار ہوئے اور بارہ ربیع الاوّل مبارک بروز پیر کو وصال فرمایا ۔

[۹] الکامل فی التاریخ لابن اثیر ۔
محمّد بن محمّد بن عبدالکریم ابن اثیر ۔
جلد دوم ص ۳۲۳ ۔

ترجمہ :
حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال مُبارک پیر بارہ ربیع الاوّل کو ہوا ۔

[۱۰] ترجمہ :
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نصف النہار بارہ ربیع الاوّل کو وصال حق فرمایا ، کہا گیا ہے یکم ربیع الاوّل کو ۔ بعض نے کہا کہ ۲ ربیع الاوّل کو پہلا قول آخری دو قولوں سے زیادہ مشہور ہے

Marfat.com

قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول وقیل لیلۃ مضت منہ وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ وعلیہ الجمہور [۵۴]

اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقۃً بحسبِ رویت مکّہ معظّمہ ربیع الاوّل شریف کی تیرھویں تھی مدینہ طیبہ میں رویت نہ ہوئی لہٰذا اُن کے حساب سے بارہویں ٹھہری وہی رواۃ [۵۵] نے اپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور و مقبول جمہور ہوئی۔ یہ حاصل تحقیق امام ماوردی و امام عماد الدّین ابن کثیر و امام بدر الدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدّثین و محققین [۵۶] ہے۔

اس کے سوا دو قول:

ایک یکم ربیع الاوّل شریف ذکرہ موسیٰ بن عقبۃ واللیث والخوارزمی وابن زبیر [۵۷]

---

۵۴ ترجمہ:

حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال مُبارک اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں زوال سے تھوڑا پہلے دو ربیع الاوّل کو ہُوا۔ کہا گیا ہے کہ یکم ربیع الاوّل کو ہوا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو وصال ہوا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

۵۵ راوی کی جمع۔ راویوں نے یہی بیان کیا۔

۵۶ السیرۃ النبویہ۔ لابن کثیر۔ جلد چہارم ص ۵۰۵-۵۰۶ طبع بیروت۔

۵۷ السیرۃ النبویہ (علیہ السلام) لابن کثیر جلد چہارم

جلد چہارم، ص ۵۰۷ - طبع بیروت۔

حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال یکم ربیع الاوّل شریف کا قول موسیٰ بن عقبہ، امام اللیث، امام خوارزمی اور علامہ عروہ بن زبیر کا مختار ہے۔

Marfat.com

دُوسرا، دوم ربیع الاوّل شریف کہ دو رافضیان کذاب ابو مخنف وکلبی کا قول ہے۔[۷۸]

ففی الزرقانی بعد غروا الاوّل الی من ذکرنا وعند ابی مخنف والکلبی فی ثانیہ۔[۷۹]

یہ دونوں اقوال[۸۰] محض باطل و نامعتبر بلکہ سراسر محال و نامتصوّر ہیں۔

وان میل الی کل نظر الی الحساب لا من حیث ان روایتھما اثبت فی الباب وانما یقضی الحساب علی القولین بالبطلان والذھاب کما ستعرف بعون الملک الوھاب[۸۱]۔

---

۷۸ ا۔ السیرۃ النبویہ۔ لابن کثیر۔
جلد چہارم، ص ۵۰۷ طبع بیروت
ب۔ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔
جلد ہشتم ص ۳۲۵ طبع مصر۔
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال مُبارک دوم ربیع الاوّل شریف کا قول دو کذاب رافضیوں ابو مخنف اور کلبی کا ہے۔

۷۹ شرح زرقانی علی المواہب۔ جلد سوم ص ۱۱۰۔ طبع بیروت۔
ترجمہ: زرقانی میں پہلے قول کو موسیٰ بن عقبہ، امام اللیث، امام خوارزمی اور علّامہ عروہ بن زبیر کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور دُوسرے قول کو ابو مخنف اور کلبی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۸۰ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال مُبارک کے بارے میں یکم ربیع الاوّل شریف اور دوم ربیع الاوّل شریف کے دونوں قول کسی طور پر درست نہیں

۸۱ ترجمہ: اگرچہ مذکورہ دونوں اقوال کا میلان حساب کی جانب ہے۔ ان اقوال کا بطلان اس حیثیت سے نہیں کہ ان کی رویت ثابت نہیں۔ حساب دونوں اقوال کا بطلان ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی تائید سے تو حسابی قاعدہ سے معلوم کرے گا۔

Marfat.com

و وقع فی الکامل حکایۃ ثالث حیث قال بعد ما اعتمد قول الجمھور کما نقلنا و قیل مات نصف النھار یوم الاثنین للیلتین بقیتا من ربیع الاول اھ[۸۲]

اقول : وھو وھم وکانہ شبہ علیہ خلتا ببقیتا فان الحفاظ انما یذکرون ھھنا سوی المشھور قولین لا غیر[۸۳]

تفصیل مقام وتوضیح مرام[۸۴] یہ ہے کہ وفاتِ اقدس ماہ ربیع الاوّل شریف روز دوشنبہ میں واقع ہوئی اس قدر ثابت و مستحکم و یقینی ہے۔ جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں[۸۵]۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وشرح زرقانی میں ہے :

۸۲ھ الکامل فی التاریخ - لابن الاثیر محمد بن محمد بن عبدالکریم -
جلد دوم ص ۳۲۳ - طبع بیروت -

ترجمہ : کامل فی التاریخ میں ایک تیسرا قول بھی ہے۔ جمہور کے معتمد قول نقل کرنے کے بعد کہا، اور کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ربیع الاوّل گزرنے میں دو راتیں باقی تھیں کہ وصال مبارک ہوا۔

۸۳ھ مصنّف علّام علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں کہ یہ وہم اور شبہ ہے۔ اسے شبہ یوں ہوا کہ "خلتا" کی بجائے "بقیتا" سمجھ لیا گیا۔ یعنی گزرنے کے بجائے باقی رہ گئیں۔ اس لیے کہ تمام حفّاظ حدیث نے مشہور قول (بارہ ربیع الاوّل شریف) کے سوا صرف دو قول ذکر کیے ہیں۔ اس کے سوا کوئی اور قول نہیں ہے۔

۸۴ھ مقصد کی وضاحت۔

۸۵ھ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

Marfat.com

(ثم ان وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم الاثنین)
کما ثبت فی الصحیح عن انس و رواہ ابن سعد باسانیدہ
عن عائشۃ و علی وسعد وعروۃ وابن المسیب وابن شہاب
وغیرھم (من ربیع الاول بلاخلاف) کما قال ابن
عبدالبر (بل کادوا یکون اجماعا) الخ[۸۵]

ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی
روز پنجشنبہ تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے۔

وقد ثبت ذلک فی احادیث صحاح لا منازع لھا فلاحاجۃ
بنا الی اطالۃ الکلام بسردھا۔[۸۶]

---

۸۵ ا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری۔
ب۔ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔
جلد ہشتم ص ۲۸۴ مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک بروز پیر (جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور اسی کو ابن سعد نے اپنی اسانید کے ساتھ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت مولیٰ علی، حضرت سعد، حضرت عروہ، حضرت ابن المسیب، حضرت ابن شہاب وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا، (ربیع الاول کے مہینے میں بلا اختلاف اقوال) جیسا کہ ابن عبدالبر نے فرمایا ہے (بلکہ اس پر علماء کا تقریباً اجماع ہے)

۸۶ ترجمہ: یہ مقصد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں - ان احادیث صحیحہ کو ذکر کرکے ہمیں کلام کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

اور جب ذی الحجّہ سنہ ۱۰ھ کی ۲۹، روز پنجشنبہ تھی تو ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ کی ۱۲ کسی طرح روز دوشنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجّہ، محرّم، صفر تینوں مہینے ۳۰ کے لیے جائیں تو غرّہ ربیع الاوّل روز چارشنبہ ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرھویں اور اگر تینوں ۲۹ کے لیں تو غرّہ روز یکشنبہ پڑتا ہے اور پیر کی دُوسری اور نویں۔ اور اگر ان میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجیے تو پہلی سہ شنبہ کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے اور پھر پیر کی آٹھویں، پندرھویں غرض بارہویں کسی حساب سے نہیں آتی اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صُورت نہیں عہ

عہ ان چار صُورتوں کے جداول یوں ہیں:

اگر تینوں ماہ کامل ہوں

یکم ذی الحجّہ، جمعرات
۲۹ ذی الحجّہ، جمعرات
۳۰ ذی الحجّہ، جمعہ
یکم محرّم الحرام، ہفتہ
۲۹ محرّم الحرام، ہفتہ
۳۰ محرّم الحرام، اتوار
یکم صفر المظفر، پیر
۲۹ صفر المظفّر، پیر
۳۰ صفر المظفّر، منگل
یکم ربیع الاوّل، بُدھ
۶ ربیع الاوّل، پیر

اگر تینوں ماہ ناقص ہوں

یکم ذی الحجہ، جمعرات
۲۹ ذی الحجہ، جمعرات
یکم محرّم الحرام، جُمعہ
۲۹ محرّم الحرام، جُمعہ
یکم صفر المظفّر، ہفتہ
۲۹ صفر المظفّر، ہفتہ
یکم ربیع الاوّل، اتوار
۲ ربیع الاوّل، پیر
۹ ربیع الاوّل، پیر

(بقیہ جاری)

Marfat.com

اگر ایک ماہ ناقص اور دو کامل ہوں :

(ا)	(ب)	(ج)
یکم ذی الحجّہ ، جمعرات	یکم ذی الحجّہ ، جمعرات	یکم ذی الحجّہ ، جمعرات
۲۹ ذی الحجّہ ، جمعرات	۲۹ ذی الحجّہ ، جمعرات	۲۹ ذی الحجّہ ، جمعرات
یکم محرم الحرام ، جمعہ	۳۰ ذی الحجّہ ، جمعہ	۳۰ ذی الحجّہ ، جمعہ
۲۹ محرم الحرام ، جمعہ	یکم محرّم الحرام ، ہفتہ	یکم محرّم الحرام ، ہفتہ
۳۰ محرم الحرام ، ہفتہ	۲۹ محرّم الحرام ، ہفتہ	۲۹ محرّم الحرام ، ہفتہ
یکم صفر المظفر ، اتوار	یکم صفر المظفر ، اتوار	۳۰ محرّم الحرام ، اتوار
۲۹ صفر المظفر ، اتوار	۲۹ صفر المظفر ، اتوار	یکم صفر المظفر ، پیر
۳۰ صفر المظفر ، پیر	۳۰ صفر المظفر ، پیر	۲۹ صفر المظفر ، پیر
یکم ربیع الاوّل ، منگل	یکم ربیع الاوّل ، منگل	یکم ربیع الاوّل ، منگل
۷ ربیع الاوّل ، پیر	۷ ربیع الاوّل ، پیر	۷ ربیع الاوّل ، پیر
۱۴ ربیع الاوّل ، پیر	۱۴ ربیع الاوّل ، پیر	۱۴ ربیع الاوّل ، پیر

اگر ایک ماہ کامل اور دو ناقص ہوں :

(ا)	(ب)	(ج)
یکم ذی الحجّہ ، جمعرات	یکم ذی الحجّہ ، جمعرات	یکم ذی الحجّہ ، جمعرات
۲۹ 〃 ، 〃	۲۹ 〃 ، 〃	۲۹ 〃 ، 〃
یکم محرّم الحرام ، جمعہ	یکم محرّم الحرام ، جمعہ	۳۰ 〃 ، جمعہ
۲۹ 〃 ، 〃	۲۹ 〃 ، 〃	یکم محرّم الحرام ، ہفتہ
یکم صفر المظفر ، ہفتہ	۳۰ 〃 ، ہفتہ	۲۹ 〃 ، 〃
۲۹ 〃 ، 〃	یکم صفر المظفر ، اتوار	یکم صفر المظفر ، اتوار
۳۰ 〃 ، اتوار	۲۹ 〃 ، 〃	۲۹ 〃 ، 〃
یکم ربیع الاوّل ، پیر	یکم ربیع الاوّل ، پیر	یکم ربیع الاوّل ، پیر
۸ 〃 ، 〃	۸ 〃 ، 〃	۸ 〃 ، 〃
۱۵ 〃 ، 〃	۱۵ 〃 ، 〃	۱۵ 〃 ، 〃

Marfat.com

قول جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اسے لاحل سمجھ کر انہوں نے قول یکم [۸۸] اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔ [۸۹]

فی المواھب بعد ذکر القول المشھور (استشکله السھیلی وذٰلك انھم اتفقوا ان ذاالحجة کان اوله یوم الخمیس) للاجتماع ان وقفة عرفة کانت الجمعة (فمھما فرضت الشھور الثلثة توام اونواقص اوبعضھا لم یصح) ان الثانی عشر من ربیع الاوّل یوم الاثنین (قال الحافظ ابن حجر وھوظاھر لمن تامله وقد جزم سلیمٰن التیمی احد الثقات بان ابتدا مرضه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم کان یوم السبت الثانی والعشرین من صفر ومات یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاوّل فعلی ھذا یکون الصفر ناقصا ولا یمکن ان یکون اوّل الصفر السبت الا ان یکون ذوالحجه والمحرم ناقصین فیلزم منه نقص ثلثة اشھر متوالیة) وھی غایة ما تتوالی قال الحافظ وامامن

---

۸۸ ا۔ الروض الانف۔ الامام عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ الخثعمی (م ۵۸۱ھ)۔
جلد ثانی، ص ۳۷۲ ۔ طبع ملتان ۱۹۷۷ء۔

ب۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری، للامام ابن حجر عسقلانی۔
جلد ہشتم، ص ۱۰۶، طبع کوئٹہ۔

۸۹ ا۔ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔
جلد ہشتم، ص ۳۲۵، طبع مصر۔

ب۔ السیرۃ النبویہ (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) لابن کثیر۔ جلد چہارم ص ۵۰۷ طبع مصر۔

Marfat.com

قال مات اوّل یوم من ربیع الاوّل فیکون اثنان ناقصین وواحد کاملا ولذا رجحه السهیلی (والمعتمد ما قاله ابومخنف)، الاخباری الشیعی قال فی المیزان وغیرہ کذاب تالف متروك وقد وافقه ابن الکلبی (انه توفی ثانی ربیع الاول وکان سبب غلط غیرہ انهم قالوا مات فی ثانی شهر ربیع الاوّل فغیرت فصارت ثانی عشر واستمر الوهم بذلك یتبع بعضهم بعضا من غیر تامل اھ مختصرا مزیدا من الشرح [۹۰]

اقول: ویظهر لمن تامل هٰذا الکلام منشوء اختلاف نظر الامامین فی المیل الی القولین فکانّ السهیلی نظر ان قول ابی مخنف لایتاتی الا ان تتوالی الاشهر الثلثة ذوالحجّه

---

۹۰ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔ جلد ثالث ص ۱۱۰، ۱۱۱، مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ وتفہیم: مواہب لدنیہ میں قول مشہور (بارہ ربیع الاوّل) کے ذکر کے بعد فرمایا کہ امام سہیلی نے اس پر اشکال کیا ہے وہ اشکال اس طرح ہے کہ وصال مبارک سے قبل ذوالحجّہ کی یکم جمعرات تھی اس پر علماء کا اتّفاق واجماع ہے کہ حجۃ الوداع کا یوم عرفہ (نو ذوالحجّہ) جمعہ کا دن تھا۔ تین مہینے (ذوالحجّہ، محرّم، صفر) کو جس لحاظ سے بھی شمار کریں تو حساب درست نہیں آیا، خواہ تینوں مہینے کامل خواہ تینوں مہینے ناقص، خواہ بعض کامل اور بعض ناقص۔ کسی اعتبار سے بارہ ربیع الاوّل بروز پیر نہیں آتی۔ (سابقہ صفحات کے حواشی میں جداول سے یہ امر ثابت ہے) حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ادنیٰ تامل سے یہ ثابت ہے۔ سلیمان التیمی (جو ائمہ ثقات سے ہیں) نے اس پر جزم اختیار کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مرض وصال

(بقیہ آگے)

Marfat.com

ومحرم وصفر نواقص وهٰذا فی غاية الندرة بخلاف القول الاوّل فان عليه يكون شهرا كاملا وشهران ناقصين وهٰذا كثير فترجح ذٰلك فی نظره مع انه اشد ثبوتا بالنسبة الى ذٰلك وكان الحافظ نظر ان على القول الاوّل لا يبقى للجمهور عذر فی الباب فالميل الى مايكون فيه ابداء عذر لهم كما ذكر من وقوع تصحيف شهر بعشر احسن وامتن ۔[۹۱]

(بقیہ سابقہ صفحہ) کی ابتدار بائیس صفر بروز ہفتہ ہے اور آپ کا وصال مُبارک دو[۲] ربیع الاوّل بروز پیر ہے۔ اس بنیاد پر ماہ صفر ناقص ہو گا۔ اور یہ اس وقت ممکن نہیں کہ یکم صفر ہفتہ ہو مگر جب کہ ذوالحجہّ اور محرم ناقص نہ ہو۔ اس سے متواتر تین ماہ ناقص ہونا لازم آتا ہے۔ متواتر تین ماہ ناقص ہونے کی حد یہی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ جس نے کہا کہ حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال مبارک یکم ربیع الاوّل کو ہوا اس حساب سے درمیانی دو ماہ ناقص ہوں گے اور ایک ماہ کامل۔ اسی لیے امام سہیلی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ اور معتمد قول (ابن حجر کے نزدیک) وُہ ہے جو ابو مخنف نے کہا ابو مخنف شیعہ راوی ہے۔ میزان وغیرہ میں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ جھوٹا، روایات کو اپنی جانب سے گھڑنے والا اور متروک ہے ابو مخنف کے قول کی ایک اور شیعہ راوی ابن کلبی نے موافقت کی اور کہا کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال دو ربیع الاوّل کو ہوا۔ ابو مخنف اور ابن کلبی کے ماسوا دُوسروں کو یوں غلطی لگی کہ جب کہا گیا حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال ربیع الاوّل (ثانی شہر ربیع الاوّل) کو ہوا تو لوگوں کو وہم ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل (ثانی عشر ربیع الاوّل) ہے۔ (ثانی شہر ربیع الاوّل کو ثانی عشر ربیع الاوّل سمجھ لیا گیا) اور اس وہم کی اتباع بغیر تامل کے بعض راویوں نے کی۔ (شرح زرقانی سے بعض مقامات پر اختصار اور بعض پر وضاحت کی گئی ہے)۔

[۹۱] ترجمہ وتفہیم: میں کہتا ہوں، اس کلام میں جو نظر تامل کرتا ہے۔ علامہ سہیلی اور علامہ ابن حجر عسقلانی

(بقیہ آگے)

Marfat.com

مگر امام بدر بن جماعہ نے قول جمہور کی یہ تاویل کی کہ " اثنی عشر خلت " سے بارہ دن گزرنا مُراد ہے نہ صرف بارہ راتیں۔ اور پُر ظاہر کہ بارہ دن گزرنا تیرھویں ہی تاریخ پر صادق آئے گا اور دو شنبہ کی تیرھویں بے تکلف صحیح ہے۔ جبکہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں[۹۲]۔ کما علمت[۹۳]۔

اور امام مادرزی و امام ابن کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں ھلال ذی الحجّہ کی رویت شام چار شنبہ کو ہوئی۔ پنجشنبہ کا غرّہ[۹۴] اور جمعہ کا عرفہ[۹۵]۔ مگر مدینہ طیبہ میں رویت دُوسرے دن ہوئی۔ تو ذی الحجّہ کی پہلی جُمعہ کی ٹھہری، اور تینوں مہینے ذی الحجّہ، محرّم، صفر تیس[۳۰] تیس[۳۰] کے ہوئے تو غرّہ ربیع الاوّل پنجشنبہ اور بارہویں دو شنبہ آئی[۹۶]۔

(بقیہ سابقہ صفحہ) کے یکم ربیع الاوّل اور دوم ربیع الاوّل کے قول کی طرف عدول کا منشا اختلاف ظاہر ہوتا ہے۔ سہیلی کا خیال ہے کہ قول ابومخنف اس وقت درست ہوتا ہے جب کہ تینوں ماہ ذی الحجہ، محرّم اور صفر ناقص ہوں اور یہ نہایت نادر ہے۔ بخلاف قول اوّل کے کہ اس صُورت میں ایک ماہ کامل اور دو ماہ ناقص شمار ہوتا ہے اس کا وقوع کثیر ہے۔ اس لیے سہیلی کی نظر میں یہ قول راجح ٹھہرا باوجود اس امر کے کہ اس کا ثبوت نہایت مشکل ہے۔ اور حافظ ابن حجر کا خیال ہے کہ قول اوّل کے اختیار کرنے میں جمہور کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ اس سے جمہور کا عذر واضح ہو جاتا ہے کہ انہیں " ثانی شہر " ماہ کی دُوسری تاریخ سے " ثانی عشر " بارہ کی غلطی لگی۔

۹۲ھ تفصیل ملاحظہ ہو : شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ (ا) جلد سوم ص ۱۱۱ ۔ مطبوعہ بیروت۔

(ب) البدایہ والنہایہ جلد سوم ص ۲۲۵ مطبوعہ قاہرہ۔

۹۳ھ جیسا اس سے پہلے تو جان چکا ہے۔

۹۴ھ چاند کی پہلی تاریخ

۹۵ھ نو ذی الحجہ، حج کا دن

۹۶ھ امام مادرزی اور امام ابن کثیر کے قول کے مطابق مدینہ طیبہ کے مطلع کے حساب سے جدول آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

ذکرھا الحافظ فی الفتح۔[97]

اقول : مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے اگرچہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے اما الثانی فظاھر معروف لکل من حج وزار واما الاول فثابت مثبت کالثانی فی الزیجات والاطالیس من قدیم الاعصار۔[98] اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل بین ہے کہ اختلاف طول سے بعد نیرین کم بیش ہوتا ہے اور اختلاف عرض سے قمر کے ارتفاع مدار کے انتصاب اور بالائے افق اس کی بقا میں تفاوت پڑتا ہے اور کثرت بعد و زیادت انتصاب مدار وارتفاع قمر و طول مکث سب معین رویت ہیں اور ان کی کمی مخل رویت۔ مگر بلدین[99] کریمین کے طول وعرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں، اور جو کچھ ہے یعنی طول میں دو

---

[97] جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔
ا۔ فتح الباری شرح بخاری۔
ب۔ البدایہ والنہایہ لابن کثیر۔
جلد سوم، ص ۲۲۵ مطبوعہ قاہرہ

[98] ثانی (مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے عرض بلد شمالی میں ہے) ہر حج وزیارت کرنے والے کے لیے ظاہر ہے
اوّل (مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے طول بلد مغربی میں ہے) بھی زمانہ قدیم سے اطلس اور زیجات سے ثابت ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مدینہ منورہ کا طول بلد ۷۵ درجہ اور ۲۲ دقیقہ ہے اور عرض بلد ۲۵ درجہ اور ۸ دقیقہ۔ اور مکہ معظمہ کا طول بلد ۷۷ درجہ اور ۱۰ دقیقہ اور عرض بلد ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ
(غیاث اللغات)

[99] مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔

یکم ذی الحجہ	جمعہ
۲۹ ذی الحجہ	جمعہ
۳۰ ذی الحجہ	ہفتہ
یکم محرم الحرام	اتوار
۲۹ محرم الحرام	اتوار
۳۰ محرم الحرام	پیر
یکم صفر المظفر	منگل
۲۹ صفر المظفر	منگل
۳۰ صفر المظفر	بدھ
یکم ربیع الاوّل	جمعرات
۸ ربیع الاوّل	جمعرات
۱۲ ربیع الاوّل	پیر

Marfat.com

درجے اور عرض میں تین درجے۔ وُہ مانحن فیہ[100] میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں تو رویت ہو اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو، بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اس کے عکس کا کہ مقام جس قدر غربی تر ہو امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورۂ معدّل میں مواضع غربیہ پر نیرین[101] کا گزر مواضع شرقیہ کے بعد ہوتا ہے۔ اور حرکت قمر توالی بروج پر غرب سے شرق کو ہے تو جب موضع شرقی میں فصل قرین[102] حد رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچنے میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو کی اور شمس سے اس کا فاصلہ بڑھ گیا۔ یونہی جب عرض مرئی قمر شمالی ہو، جیسا کہ یہاں تھا تو عرض بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کر باعث زیادت بعد معدل وطول [104] مکث قمر ہوگا۔ مگر ہے یہ کہ موانع رؤیت حد انضباط[103] سے خارج ہیں۔ تو دفع استحالہ وتوجیہ مقالہ کے لیے احتمال کافی اور قواعد پر نظر کیجیے تو واقعی وُہ دن مدینہ طیبہ میں رؤیت عادیہ کا نہ تھا۔

سلخ[105] ذی القعدۃ وسطیہ روز چار شنبہ کو غروب شرعی شمس کے وقت افق کریم مدینہ منورہ میں مؤامرہ رؤیت کے مقدمات یہ تھے پُر ظاہر کہ جب بُعد معدل وبُعد سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت حالت رؤیت نہیں، قریب قریب اسی حالت کے مکہ معظمہ میں تھے مگر ازانجا کہ وُہ نو درجے، یہ آٹھ درجے سے زائد ہے رؤیت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا۔ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ماجـ ما ے ا	تقویم شمس
ماکح مد	تقویم مرئی قمر
حـجـ ح الـ	عرض مرئی قمر شمالی
طفہ	تعدیل الغروب
ماکح الخ	قمر معدّل
طـجـ سولح	بُعد معدّل
حـجـ لح	بُعد سوا

[100] وہ حالت جس میں ہم کلام کر رہے ہیں۔ [101] سُورج اور چاند۔ [102] سُورج اور چاند کا فاصلہ۔ [103] شمار کرنا۔ [104] محال ہونے کو دُور کرنے اور کلام کی توجیہ کے لیے۔ [105] آخری تاریخ۔

Marfat.com

کی برکات بے نہایات کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکان غیر متوقع کی حالت میں فضل وقفۂ جمعہ ملنے کے لیے بحکم الٰہی مکہ معظمہ میں شام چار شنبہ کو رویت واقع ہو گئی اُفق مدینہ طیبہ میں حسبِ عادت معہودہ نہ ہوئی۔ پھر روز رویت ایامِ حمل، ثور و جوزا خصوصًا ان بلاد گرم سیر میں گرد و غبار ہونا کوئی نامتوقع بات نہیں۔ یہ تحقیق کلام علماء ہے۔ مگر امام عسقلانی نے ان توجیہوں پر قناعت نہ کی۔ پہلی پر مخالفت محاورہ سے اعتراض فرمایا کہ اہلِ زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں بارہ راتیں ہی گزرنا مُراد لیتے ہیں نہ بارہ[۱۲] دن کہ یہ تیرھویں پر صادق ہو، اور اوّل و دوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس دن کے ہو جاتے ہیں۔ فی المواھب عن الفتح ھٰذا الجواب بعید من حیث انہ یلزم منہ توالی اربعۃ اشھر کوامل[۱۰۶]۔

اقول: اگر ندرت مقصود تو الزام مفقود[۱۰۷] کہ دفع استحالہ کو احتمال کافی۔ خود امام عسقلانی نے جو قول اختیار فرمایا اس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں یہ کیا نادر نہیں۔ اگر امتناع مُراد[۱۰۸] تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں

---

۱۰۶ شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ۔

جلد سوم ص ۱۱۰ - مطبوعہ بیروت۔

ترجمہ: مواہب لدنیہ میں فتح الباری سے منقول ہے کہ یہ جواب اس لیے بعید ہے کہ اس طرح متواتر چار ماہ تیس تیس کے آتے ہیں۔

۱۰۷ اگر یہ مقصود ہو کہ چار ماہ متواتر تیس تیس کے آنا نادر ہے تو پھر اعتراض باقی نہیں رہتا۔

۱۰۸ اگر یہ مُراد ہو کہ چار ماہ متواتر تیس تیس کے آنا ممنوع ہے تو یہ قول خود فاسد ہے۔

Marfat.com

ہوتے۔ ۳۰ کے چار تک آتے ہیں' ہاں پانچ نہیں ہوتے۔ تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی و زیج الغ بیگی میں ہے۔ واللفظ لہ :

" اہلِ شرع ماہ ہائے ایں تاریخ از رؤیت ہلال گیرند و آں ہرگز از سی روز زیادہ نباشد و از بست ۲۹ و نہ روز کمتر نے و تا چہار ماہ متوالی سی سی ۳۰ آید و زیادہ نے و تا سہ ماہ متوالی بست ۲۹ و نہ بست ۲۹ و نہ آید و زیادہ نے۔" [۱۰۹]

ثم اقول وباللہ التوفیق [۱۱۰]۔

قول جمہور سے قول مہجور [۱۱۱] کی طرف عدول نامقبول ہونے کے لیے اسی قدر بس تھا کہ اس کے لیے توجیہ وجیہ موجود ہے نہ کہ جب وہ اقوال مہجورہ دلائل قاطعہ سے باطل ہوں کہ اب تو ان کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اوپر واضح ہوا کہ ان دونوں حضرات کا منشائے عدول تمسک بالحساب [۱۱۲] ہے کہ پیر کا دن یقینی تھا اور وہ بارہویں پر منطبق نہیں آتا۔ پہلی دوسری پر آسکتا ہے۔ مگر حساب ہی شاہد عدل [۱۱۳] ہے کہ اس سال ربیع الاول شریف کی پہلی یا دوسری پیر کی ہونا باطل و محال ہے۔ فقیر اس پر دو حجت قاطعہ رکھتا ہے۔

---

[۱۰۹] ترجمہ : اہلِ شرع کے نزدیک تاریخ رویت ہلال سے شمار کرتے ہیں۔ اور مہینہ تیس روزہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا اور انتیس ۲۹ روز سے کمتر نہیں ہوتا۔ تیس تیس ۳۰ کے چار ماہ متواتر آتے ہیں۔ زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اور انتیس انتیس کے تین ماہ متواتر ہو سکتے ہیں زیادہ نہیں

[۱۱۰] اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی توفیق سے میں کہتا ہوں۔

[۱۱۱] متروک قول، جس قول کو علما نے چھوڑ دیا ہو۔

[۱۱۲] حسابی قاعدہ سے دلیل پکڑنا۔

یعنی امام سہیلی اور امام حجر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بارے میں جمہور کے قول بارہ ربیع الاول شریف کو اس لیے ترک کیا کہ حسابی قاعدہ سے یہ درست نہیں آتا۔ [۱۱۳] عادل گواہ۔

Marfat.com

دلیل اوّل:

غرّہ وسطیہ کہ علمائے زیج بحساب اوسط لیتے ہیں نیرین کے اجتماع وسطی سے اخذ کرتے ہیں اور بداہتہً واضح کہ رویت ہلال اجتماع قمرین سے ایک مدت معتد بہا[۱۱۴] کے بعد واقع ہوتی ہے تو غرّہ ہلالیہ کبھی غرّہ وسطیہ سے متقدّم نہ آئے گا۔ انما غایتہ التساوی[۱۱۵] اور اجتماع و رویت میں کبھی اتنا فصل بھی نہیں ہوتا کہ قمر ڈیڑھ دو برُج طے کر جائے۔ لہٰذا تقدیم وسطیہ کی نہایت ایک دو دن ہے وبس۔

کل ذٰلک ظاھر علی من لہ اشتغال بالفن۔[۱۱۶]

اور آشنائے فن جانتا ہے کہ ۱۱ھ ہجریہ میں ماہ مبُارک ربیع الاوّل شریف کا غرّہ وسطیہ روز سہ شنبہ تھا۔ تو غرّہ ہلالیہ یک شنبہ یا دو شنبہ کیونکر متصوّر کہ اگر یہ سہ شنبہ متاخر ہے تو ہلالیہ کا وسطیہ پر تقدم لازم آتا ہے۔ اور اگر متقدّم ہے تو اجتماع سے چار پانچ روز تک رویت نہ ہونے کا لزوم ہوتا ہے اور دونوں باطل ہیں۔ وبعین الدلیل یستحیل ما تقدم عن سلیمٰن التیمی من کون غرۃ صفر یوم السبت فان غرتہ الوسطیۃ یوم الاثنین فکیف یمکن[۱۱۷]

---

[۱۱۴] جسے شمار کیا جائے۔ ایسی مدّت جس کو لوگ محسوس کریں اور شمار کریں۔
[۱۱۵] اس کی غایت برابری ہے۔
[۱۱۶] جو اس فن (علم زیج) سے مہارت رکھتا ہے اس پر یہ امر ظاہر ہے۔
[۱۱۷] ترجمہ: اسی دلیل سے سلیمان التیمی کا یہ قول باطل ہو جاتا ہے کہ یکم صفر (۱۱ھ)، ہفتہ کا دن تھا۔ کیونکہ غرّہ وسطیہ پیر کا دن ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ غرّہ وسطیہ غرّہ ہلالیہ سے دو دن متقدّم ہو یا پانچ روز موخر ہو۔ اسی کی دلیل سے حافظ ابن حجر عسقلانی کے قول کا محال ہونا بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کی دلیل کا انحصار بھی اسی اصول پر تھا۔

Marfat.com

ان تقدمها الهلالية بيومين او تتاخر عنها بخمسة ايام وبه يظهر استحالة ما اعتمده الحافظ بوجه اخر فان مبناه انما كان علیٰ هذا کما علمت ۔

دلیل دوم :

فقیر نے شام دوشنبہ ۲۹ صفر وسطی ۱۳۱۱ھ کے لیے افق کریم مدینہ طیبہ میں نیرین کی تقویمات استخراج کیں اور حساب صحیح و معتمد نے شہادت دی کہ اس وقت تک فصل قرین حد رویت معتادہ پر نہ تھا[118]۔ آفتاب جوزا کے ۶ درجے سترہ[17] دقیقے باون[52] ثانیے پر تھا۔ اور چاند کی تقویم مرئی جوزا کے پندرہ[15] درجے ستائیس[27] دقیقے اکتیس[31] ثانیے۔ فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۳۹ دقیقے تھا[119]۔ اور حسب قول متعارف اہل عمل، رویت کے لیے کم سے کم درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیے حاشیہ شرح چغمینی للعلامۃ عبد العلی البرجندی میں ہے :

المذکور فی الکتب المشہورۃ انہ ینبغی ان یکون البعد بین تقویمی النیرین اکثر من عشرۃ اجزاء وقیل ینبغی ان یکون ما بین مغاربیھما عشرۃ اجزاء او اکثر حتی یکون القمر فوق الارض بعد غروب الشمس مقدار ثلثی

---

[118] سورج اور چاند کے درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ اس سے عادۃً رویت ممکن نہ تھی۔

[119] اس کا حسابی جدول یہ ہے :

ثانیے	دقیقے	درجے
۳۱	۲۷	۱۵
۵۲	۱۷	۶
۳۹	۹	۹

Marfat.com

ساعة او اکثر والمشهور فی ہذا الزمان بین اہل العمل انہ ینبغی ان یتحقق الشرطان حتی تمکن الرویۃ ویسمون البعد الاول بعد السواء والبعد الثانی بعد المعدل [۱۲۰]

شرح زیج سُلطانی میں ہے:

"باید کہ بعد معدل دہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میان دو تقویم ایشان از دہ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود نگیرد ہلال مرئی نشود و متعارف دریں زمان ایں است۔" [۱۲۱] (جدول مذکورہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جب شب سہ شنبہ تک نیّرین کا یہ حال تھا کہ وقوعِ رویت ہلال ایک مخفی غیر متوقع احتمال تھا تو اُس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہتہً محال تھا جب اس رات قمر صرف نو درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام یکشنبہ کو قطعاً کئی درجے اُس سے غربی تھا اور غروب شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا جب چاند حجلہ نشین [۱۲۲] مغرب ہو چکا تھا۔ پھر

---

[۱۲۰] ترجمہ و تفہیم: مشہور کتابوں میں مذکور ہے کہ سورج اور چاند کا تقویم بعد دس اجزاء سے زائد ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں کے غروب کے درمیان دس یا اس سے زائد اجزا ہوں۔ یہاں تک کہ چاند زمین سے غروب شمس سے تیس ساعت بلند ہو اور اس زمانہ میں اہل عمل کے درمیان مشہور یہ ہے کہ دونوں شرطیں پائی جائیں کہ رویت ممکن ہو اہل عمل بُعد اول کو بُعد سوا کہتے ہیں اور بُعد ثانی کو بُعد معدل کہتے ہیں۔

[۱۲۱] زیج سُلطانی۔

تفہیم: چاہیے کہ بُعد معدل دس یا اس سے زیادہ درجے ہوں۔ اور سورج اور چاند کی تقویم کے درمیان دس سے زیادہ درجے ہوں۔ جب تک دونوں شرطیں نہ پائی جائیں چاند کی رویت ممکن نہیں۔ اس زمانہ میں یہی متعارف ہے۔

[۱۲۲] چاند غروب ہو چکا تھا۔

Marfat.com

رات کو رویت ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی۔

غرض دلائل ساطعہ[۱۲۳] سے ثابت ہے کہ اُس ماہ مُبارک کی پہلی یا دوسری دوشنبہ کی ہرگز نہ تھی اور روزِ وفاتِ اقدس یقیناً دوشنبہ ہے تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں اور حق وصواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے۔ یعنی واقع میں تیرھویں اور بوجہ مسطور[۱۲۴] تعبیر میں بارہویں کہ بحساب شمسی نہم خریران ۹۴۳ھ رومی نوتنتالیس رومی اسکندرانی ہشتم[۱۲۵] جون ۶۳۲ء چھ سو بتیس عیسوی تھی۔

وَاللہ سُبحٰنہ وَتعَالیٰ اعلم فقط۔

---

[۱۲۳] چمک دار دلائل سے۔

[۱۲۴] جو وجہ ہم نے بیان کی ہے۔

[۱۲۵] یعنی اس وقت جو شمار رائج تھا اس کے حساب سے ۸ جون اور اصلی حساب سے ۱۲ تھی۔ زیج بہادر خانی سے بستم جون آتی ہے۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ تحقیقات سال مسیحی میں واضح کیا۔ ۱۲ مُنہ غفرلہٗ۔

(حاشیہ از مصنف علام قدس سرہٗ العزیز)

Marfat.com

جزئیاتِ موامرہ کی جدول یہ ہے

وتم	وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زیجی
تج ورنب	تقویم حقیقی شمس بوقت مذکور
تج لوےالب	تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور
حہ مم	عرض حقیقی قمر شمالی
مقہ نا	اختلاف منظر قمر طولی جدولی
الحقہ ح	اختلاف منظر قمر عرضی جدولی
تج بہ الرلا	تقویم مرئی قمر ....
تجہ مح لب	عرض مرئی قمر شمالی ....
آحہ ر	تعدیل الغروب ....
تج سولدلا	قمر معدل
رّسوحہ ہرلح	مطالع نظیر جزالشمس
رّسوحہ لوو	مطالع نظیر جزء القمر المعدل
ماحہ مہ لح	بعد معدل .....
طحہ ط لط	بعد سوا ....
غیر متوقّع	حکم رویت ہلال .....

Marfat.com

Marfat.com

اعلیٰحضرت امام اہلسنت

امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمہ قرآن المعروف

کنز الایمان

علمائے اہلسنت کی کتب خریدنے کیلئے تشریف لائیں

سنی رضوی کتب خانہ

بالمقابل جامع الحدیث منظر اسلام ۔ گلشن کالونی نزد والا روڈ
بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹

Marfat.com

اعلیٰحضرت امام اہلسنت
امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمہ قرآن المعروف

کنز الایمان

علمائے اہلسنت کی کتب خریدنے کیلئے تشریف لائیں

سنی رضوی کتب خانہ

بالمقابل جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام ـ گلشن کالونی نزد والا روڈ
بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹

Marfat.com